ہے یعنی وجودِ باری تعالیٰ۔ اُس کے صفات وکمالات۔ پیغمبروں کی بعثت۔ یومِ آخرت۔ کعبۃ اللہ۔ حج۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام پیغمبروں میں۔ آپ کے اوصاف وکمالات اور آپ کی آمد سے ایک عظیم انقلاب کا پیدا ہوجانا۔ لیکن اندازِ بیان بڑا مؤثر اور دلنشین ہے۔ زبان لکھنؤ کی ٹکسالی ہے۔ بدائع وصنائع کی رعایت نے اس کو چار چاند لگا دئے ہیں مجموعی اعتبار سے ترکیب چست اور بندش دلکش ہیں۔ اس لحاظ سے اس کتابچہ کا مطالعہ ہم خرما وہم ثواب کا مصداق ہوگا۔

مکاشفات کشفی | تقطیع متوسط ضخامت ۲۰۹ صفحات کتابت وطباعت بہتر قیمت تے رہتہ:۔ ادارہ تصنیف وتالیف آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی (مغربی پاکستان)

میجر خان بہادر مرزا ابوجعفر صاحب کشفی اگرچہ عوام میں کچھ زیادہ مشہور نہیں ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو جنابِ موصوف کا کلام سننے یا پڑھنے کا یا ہم نشینی وہم مجلسی کا شرف حاصل ہوا ہے (اور انھیں میں سے ایک یہ راقم الحروف بھی ہے) وہ جانتے ہیں کہ موصوف ایک بلند پایہ شاعر۔ ادیب اور صاحبِ فن سخن گو ہیں۔ فارسی اور اردو ادبیات کا ذوق نہایت لطیف اور مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اعلیٰ درجہ کی سرکاری ملازمت کے ساتھ مشقِ سخن اور مطالعۂ فن کو جاری رکھنا یہ خود شعر وادب کے ساتھ فطری لگاؤ کی دلیل ہے زیرِ تبصرہ کتاب موصوف کی ہی رباعیات کا مجموعہ ہے جو گنتی میں تین سو سے زائد ہیں۔ رباعی گوئی اگرچہ کم وبیش سب شعرائے متقدمین ومتاخرین کا شیوہ رہا ہے۔ لیکن میر ومرزا۔ انیس۔ اکبر الہ آبادی اور شاد عظیم آبادی کے سوا کسی کو اس راہ میں نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ رباعی میں ایک طرف تو یہ پابندی ہوتی ہے کہ بحر ہزج کے سوا کسی اور بحر میں سما نہیں سکتی اور دوسری جانب بڑے سے بڑے مضمون کو صرف چار مصرعوں میں کھپا دینا ہوتا ہے۔ لیکن خان بہادر صاحب نے اس وادیٔ ہفت خواں کو جس کامیابی سے طے کیا ہے وہ اُن کی مہارتِ فن کی دلیل ہے۔ ان رباعیات میں زندگی کے عمیق حقائق۔ وارداتِ حسن وعشق۔ فلسفۂ کائنات۔ مرثیہ ومنقبت۔ گردشِ لیل ونہار۔ صبحِ امید وشامِ غم۔ غرض کہ سب ہی کچھ ہے۔ پھر زبان خالص لکھنوی اور اندازِ بیان میر انیس کا سا گویا عروسِ جمیل ولباسِ حریر۔ رباعیات سے پہلے خود موصوف کے قلم سے